



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

سوال

(635) بولتے کا حق وراثت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بولتے کا حق وراثت

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بولتے کو دادا کی جائداد کا مستحق قرار دینے کا سوال آجکل خاصہ زور پکڑ گیا ہے۔ بعض لوگوں پر تو یہ خیال اتنا مستولی ہو گیا ہے کہ وہ اسے قانونی شکل دینے کے درپے ہیں۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص انتقال کر جائے۔ جس کا مثلاً ایک لڑکا موجود ہے۔ اور ایسا بولتا بھی موجود ہے۔ جس کا باپ متوفی کی زندگی میں وفات پا چکا ہے۔ وکیا یہ بولتا دادا کی جائداد کا مستحق وراثت ٹھہرتا ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں اس مسئلے پر غور کرنے والوں بلکہ پوری امت کا آج تک کا متفقہ فیصلہ یہ ہے۔ اور عقل سلیم بھی اسی کی موید ہے۔ کہ صورت مذکورہ میں اس بولتے کو دادا کی جائداد کا حق وراثت نہیں پہنچتا۔ اور متوفی کی جائداد کا مستحق وراثت اس کا بیٹا ہے۔ امت کے اس متفقہ فیصلے کی بنیاد صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

الحقوق الفرائض بابہا فما بقی فلولی رجل زکر

یعنی متوفی کی جائداد کے مقررہ حصے حصہ داروں کو دے جو بیچ جائے۔ اس پر ان مردوں کا حق ہے۔ جو متوفی سے نسبتاً زیادہ قریب ہوں واضح رہے۔ کہ یہ فرمان نبوی ﷺ قرآن سے کوئی الگ شے نہیں۔ بلکہ اس کے بیان کردہ قانون ارث پر مبنی ہے۔ اور قرآن و حدیث نے اس امر کی وضاحت کر دی۔ کہ میت کی جائداد سے جو حصے جن کو پہنچتے ہیں۔ وہ ان میں ٹھیک مقدار پر بانٹ دینے ضروری ہیں۔ اور بقیہ جائداد کا مستحق وہ مرد ہوگا۔ جو متوفی سے زیادہ قریب ہو۔ متوفی سے زیادہ قریب کے لئے حامل قرآن ﷺ نے "اولیٰ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جسے اسلامی قانون میراث میں "اقرب" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ متوفی سے جو زیادہ قریب ہوگا۔ وہی اس کی وراثت کا صحیح حقدار ہوگا۔ اس اصول کی روشنی میں امت کا اس پر بلا استثناء اجماع ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے۔ جس کے بیٹے بھی ہوں اور اس کا بولتا بھی جس کا باپ وفات پا چکا ہو۔ تو وہ اپنے دادا کی جائداد سے مستحق وراثت نہیں ہوگا۔ اور جائداد متوفی کے دیگر مستحق ورثاء میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اس لئے کہ میراث کی رو سے ایسا بولتا مستحق وراثت نہیں۔ بلکہ مستحق وراثت متوفی کی موجود صلیبی اولاد ہے اس ضمن میں خاص طور پر قابل غور لفظ اولیٰ یا اقرب ہے۔ جو اس مفہوم کو واضح کرتا ہے کہ متوفی کا وارث وہ شخص ہے۔ جو اس سے قریب تر ہو ظاہر



ہے کہ اس سے قریب تر پلوتا نہیں۔ بلکہ بیٹا ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ پلوتا اور داد کا رشتہ براہ راست نہیں ہے۔ بلکہ درمیان میں بیٹے کا واسطہ حائل ہے۔ جو کہ اقرب ہے۔ اور اس درمیانی واسطے نے پوتے کو اولیٰ یا اقرب نہ بننے دیا۔ جب صورت یہ ہوئی تو داد کی وراثت کا پوتے کی نسبت صلبی بیٹا ہی حق دار ٹھہرا۔ اور اس کی جائداد کا اصل وارث قرار دیا۔ اور پلوتا قرابت کے اس اصول کی روشنی میں خود بخود ہی محروم ہو گیا۔ یہاں یہ بات صاف ہو جانا ضروری ہے۔ کہ علمائے امت نے بالاجماع اب تک جن چیزوں کو استدلال کا ماخذ اور احکام کی عمارت کا بنیادی پتھر قرار دیا ہے وہ یہ ہے۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ ﷺ۔ اجماع۔ اور قیاس مجتہد

علماء کا طریق استدلال یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے بارے میں ان کو تحقیق کرنا ہو تو وہ اولاً کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر کتاب اللہ سے اس کی وضاحت نہ ہوتی ہو۔ تو سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف لڑتے ہیں۔ اگر اس میں بھی ناکام رہیں تو اجماع امت کو دیکھتے ہیں۔ اگر اس میں بھی کامیاب نہ ہوں۔ تو قیاس مجتہد کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔

یہ چار مراحل ہیں جنہیں استدلال کا سفر کرتے وقت عبور کرنا پڑتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا زیر بحث مسئلہ پوتے کی وراثت سے متعلق ان چاروں میں سے کسی میں یہ ثابت ہوتا ہے۔ ایسا پلوتا داد کی جائداد کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ہرگز نہیں کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ ﷺ اجماع امت۔ اور قیاس آپ ان چاروں کو کھنگال چلیے۔ ان کی مقررہ حدود میں بار بار اشہب فکر کو دوڑائیے۔ اور اپنی نظر عمیق کو وسیع سے وسیع تر کیجئے۔ مگر آپ یقین جانیے کہ آپ کو ایسا پلوتا محروم الارث ہی نظر آئے گا۔ (الاعتصام 5 مارچ 1945ء)

قانون وراثت اور رواج

عرصہ سے ملک کی بہت سی مسلمان قوموں میں ایسے مقدمات وراثت کے متعلق عدالتوں میں پیش ہوتے رہے ہیں۔ جن میں سے فریقین میں سے ایک شرع شریف پیش کرتا ہے۔ تو دوسرا رواج رواج پیش کرنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جو لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے۔ خاص امرتسر میں بھی اس قسم کے مقدمات کثرت سے ہوتے ہیں۔ جن کا فیصلہ اس طرح ہوتا ہے کہ جن قوموں میں شریعت کے رواج کی ایک دو مثالیں مدعی پیش کر سکتا ہے۔ تو شریعت پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور جس قوم میں رواج کا ثبوت ہوتا ہے۔ رواج پر ہو جاتا ہے۔ اس سے عدالتوں میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ اس کے فیصلے کے لیے عنقریب سرکاری کانفرنس بیٹھنے والی ہے۔ مسلمانوں کے امتحان کا موقع ہے کہ دنیا نے دنی کو پسند کرتے ہیں یا ایمان قوی کو اگر انہوں نے صاف صاف لفظوں میں اظہار خیال کر دیا۔ کہ ہم کو شریعت منظور ہے۔ تو دین اور دنیا دونوں بچ جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مسلمانوں کے امتحان کا موقع ہی قرار دیتا ہے۔ غور سے سنئے۔ **إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ 51 سورة النور**

”مسلمانوں کو جب اللہ اور رسول ﷺ کی طرف فیصلہ کئے بلایا جائے۔ تو وہ بجز اس کے کچھ نہیں کہتے۔ کہ ہم نے سنا اور مانا بس یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔“

اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو لوگ اپنے نزاعات میں عموماً اور مسئلہ وراثت میں خصوصاً شریعت سے روگرداں ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک ایمان سے خارج ہیں۔

ایسے لوجہ مقدمات میں شریعت کے مقابلہ میں رواج کو ترجیح دیتے ہیں۔ پنجاب میں تو بہت کم ہیں۔ جمہور اہل اسلام برابر شریعت کے مطابق تقسیم کرتے ہیں۔ اس لئے سرکاری کانفرنس سے ہمیں توقع رکھنی چاہیے۔ کہ وہ اس امر میں جمہور مسلمانوں کے جذبات کا خیال فرما کر گمراہ مسلمانوں کو راہ راست پر لانے کا قانون بنادے گی۔ خدا کرے کہ ہماری آرزو پوری ہو۔ اور گورنمنٹ کے دل میں خدا کی طرف سے یہی ڈالاجائے کہ جدید قانون سے حسب الوعدۃ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو صدمہ نہ پہنچے۔ (الجمہوریت 28 ذی قعدہ 1333 ہجری مطابق 18 اکتوبر 1915ء)

پوتے کی وراثت میں مرزائی غلطی

مرزا صاحب اور ان کے اتباع قسم کھاتے بیٹھے ہیں۔ کہ جائز و ناجائز ہر امر میں علماء اور فقہاء کی مخالفت کریں گے۔ قادیانی جماعت تو اس بارے میں اعلیٰ معراج پر ہے۔ لاہوری جماعت کے ارکان بھی اس امر میں ان سے کچھ کم نہیں لطف یہ ہے کہ اپنا دو عموماً ثابت کرنے سے پہلے ہی علماء اور فقہاء پر جارحانہ حملے شروع کر دیتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی ساری تفسیر میں یہی طرز عمل ملتا ہے اس جماعت کے دوسرے بڑے رکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہیں جو عربی میں ناکافی قابلیت رکھنے کے باوجود فقہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اور تفسیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اعلیٰ ہونے کا زعم گمان رکھتے ہیں چنانچہ پیغام صلح مورخہ 8 اکتوبر میں یتیم پوتے کی وارثت کے متعلق آپ کا مضمون نکلا ہے جس کے الفاظ مع سرخی یہ ہیں۔

پوتے کی وارثت میں اجتہادی غلطی

ان مسائل میں سے جن میں بعض فقہاء کو غلطی لگی ہے پوتے کی وارثت کا بھی مسئلہ ہے ان کے نزدیک کسی شخص کے دادا کی زندگی میں اگر اس کا باپ مر جائے تو اس کی بچا کی موجودگی میں دادا کے ترکہ سے وہ پوتا محروم ہو جائے گا مثلاً زید کے دو بیٹے بکر اور عمر ہیں اگر عمر اپنے باپ کی زندگی میں مر جائے تو عمر کا بیٹا خالد اپنے دادا زید کے ترکہ سے محروم ہو جائے گا اور سارا ترکہ اس کے چچا بکر کو مل جائے گا۔

جہاں تک میں غور و فکر اور تحقیقات کی ہے پوتے کی محرومی غلط ہے قرآن کریم میں صاف لفظوں میں ارشاد ہے۔ **يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِي فِي الْأَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْاُنْثَيْنِ** 11 سورة النساء

”اللہ تمہیں وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دو“ جس کے صاف معنی ہیں کہ زید کی جتنی بھی اولاد ہو لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب کو زید کے ترکہ میں سے حصہ دیا جائے کوئی وجہ نہیں کہ ایک باپ کی اولاد میں سے ایک شاخ حصے اور دوسری کو حصے۔ (پیغام صلح لاہور۔ 8 اکتوبر 41ء ص 4)

الحدیث

طریقہ تحقیق یہ ہے کہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ قرآن مجید کے ارشاد یو صیکم اللہ فی اولادکم میں اولاد کا لفظ بیٹوں اور پوتوں کو یکساں شامل ہے یعنی کلی متواطی ہے یا حقیقت و مجازی قسم سے ہے ڈاکٹر صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیٹوں اور پوتوں دونوں کو اولاد کا حقیقی مصداق جانتے ہیں اسی بناء پر ان کا سارا مضمون مبنی ہے پس وہ ہمارا سوال حل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 578

محدث فتویٰ